© rasailojaraid.com

ذمہ داریاں کیا ہیں اور یہ بھی کہ اسلام نے معالج کی کیا خصوصیات بیان کی ہیں اور مریض کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔

ہم سے تو یہ کہا گیا ہے کہ مسلمانوں پر جب کوئی تکلیف آتی ہے یا کوئی مرض لاحق ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ ایک حدیث کے مطابق بیماری کو مسلمانوں کے لیے نعمت اور گناہوں کا کفارہ قرار دیا گیا ہے اور بیماری میں تکلیف میں صبر کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے مگر علاج کی بھی تاکید کی گئی ہے۔

قاسمی صاحب نے بہت تفصیل سے اس کو بیان کیا ہے کہ مومن جس حال میں بھی ہوتا ہے وہ اس کے حق میں بہتر ہی ہوتا ہے۔ بیماریوں میں صالحین بھی مبتلا ہوئے، صحابہ کرام بھی مبتلا ہوئے حتیٰ کہ پیغمبر اور نبی تک بیماریوں میں مبتلا ہوئے مگر سب نے نہ تو کبھی موت کی دعا مانگی (موت کی دعا مانگنے کو منع کیا گیا ہے) نہ کبھی صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑا۔ حتیٰ کہ صبر ایوب مثال کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے کچھ مذاہب ایسے بھی ہیں جہاں خودکشی کی اجازت بھی ہے بلکہ اس طرف راغب کرنے کے شواہد بھی ملتے ہیں۔

اسلام میں انسانی جان کی بہت قدر و قیمت ہے، بہت احترام ہے۔ اس لیے کسی صورت میں بھی انسانی جان کو تلف کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس کتاب میں اسلام کا نقطہ نظر بہت وضاحت سے اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی ابہام باقی نہیں رہا۔ شمیم اختر قاسمی صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ یہ کتاب اس لیے بھی بہت اہم ہے کہ انہوں نے جو کچھ کہا اس کی نہ صرف پوری وضاحت کی، بلکہ تمام حوالے بھی پیش کردیے ہیں جو آئندہ کام کرنے والوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوں گے۔

تعارف و تبصرۂ کتب (۳)

نامِ کتاب: تعبیرات	مؤلف: پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج	
ناشر: کلیہ معارفِ اسلامیہ، جامعہ کراچی	صفحات: ۳۵۲	
قیمت: ۶۰۰ روپے	اشاعت: جون ۲۰۱۳ء	مبصر: پروفیسر ڈاکٹر محمد اظہار الحق*

محترم ڈاکٹر محمد شکیل اوج صاحب کی کتاب ''تعبیرات'' کا تفصیل سے (گو کہ وقفوں کیساتھ) مطالعہ کیا ہے۔ انہوں نے ایک ایسے وقت میں جدید ''تعبیرات'' کا بیڑا اٹھایا ہے، جبکہ مسلم دنیا ابھی تک تقلید کے عہد انحطاط سے آزاد نہیں ہوئی ہے۔ امت کے دوسو سالہ عہد غلامی نے مسلمانوں کے اندر ذہنی پستی اور ذہنی غلامی کے اثرات کو اور بھی گہرا

* پروفیسر شعبہ علومِ اسلامیہ وعربی، جامعہ گومل، ڈیرہ اسمٰعیل خان　　برقی پتا: dr_izhar_ulhaq@yahoo.com
تاریخِ موصولہ: ۵/۱۱/۲۰۱۳ء

© rasailojaraid.com
Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

© rasailojaraid.com

کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام بھی، بحیثیتِ مجموعی، انہی خطوط پر استوار کیا گیا ہے جہاں سے آزادانہ اور انقلابی سوچ اور تحقیق کی روشنی بہت کم نظر آتی ہے۔ ایسے حالات میں، روایتی طرز سے ہٹ کر، ایک نئے انداز سے، "مذہبی" موضوعات پر قلم اٹھانے کو اگر برداشت کر بھی لیا جائے، تو بالعموم مستحسن نہیں سمجھا جاتا۔ اور کبھی کبھی تو یورپ کے قرونِ وسطیٰ کے "عہدِ تاریک" کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

ایسے دور میں ڈاکٹر اوج صاحب نے "تعبیرات" کے نام سے مختلف موضوعات کی نئی تعبیرات پیش کرتے ہوئے فکری جمود کی دنیا میں تحرک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً 'عمل صالح' جس کا عموماً سطحی ذکر کیا جاتا ہے، اور نجات کے لیے عمل کے بجائے نحن ابناء الله و احبائه کے خود ساختہ تصور کو نجات کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے قرآنی آیات کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ نجات کے لیے سہارے ڈھونڈنے کی بجائے عملِ صالح ضروری ہے۔ یوں لوگوں کو عمل پر ابھارنے کی کوشش کی ہے۔

اسی طرح قرآن کی روشنی میں ڈاکٹر شکیل اوج نے، مسلمانوں کے اندر اس عمومی سوچ کی اصلاح کی کوشش کی ہے کہ غیر مسلم مذاہب کے تمام لوگ 'کافر' اور غیر 'مؤمن' ہیں۔ انہوں نے قرآن ہی کے حوالے سے یہ بات واضح کی ہے کہ دیگر مذاہب کے سارے لوگ ایک جیسے نہیں، بلکہ ان کے اندر مؤمن اور کافر دونوں طرح کے لوگ موجود ہیں، اور قرآن ان میں جا بجا فرق کرتا نظر آتا ہے۔

امام ابوحنیفہ کی قرآن فہمی کے عنوان کے تحت نماز کی مقصدیت کو واضح کرتے ہوئے اور **حتى تعلموا ما تقولون** سے استدلال کرتے ہوئے توجہ دلائی ہے کہ "نماز میں قرآن کا جاننا کتنا ضروری ہے"۔ مسئلۂ نسخ میں بھی "ڈاکٹر صاحب نے شاہ صاحب کے طرزِ تطبیق کو اپنایا ہے"۔

باقی مضامین مین بھی ڈاکٹر اوج صاحب نے قرآن ہی کی روشنی، لغت اور دلیل کی بنیاد پر نئے مفاہیم کی طرف راہنمائی کی ہے۔ تاہم دو موضوعات ایسے ہیں جن پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ ایک تو ولایت کا مفہوم و تصور کہ تمام دلائل اور تشریحات ابتدا ہی سے ایک تصویر پیش کر رہی ہیں مگر آخر میں دیے گئے استدلال نسبتاً کمزور اور شروع سے دیے گئے دلائل کے برعکس نتائج دے رہے ہیں۔ قاری آخر تک تذبذب کا شکار رہتا ہے۔

دوسرا موضوع آیت **ليتخذ بعضهم بعضاً سخريا** کے مفہوم کے گرد گھوم رہا ہے۔ مصنف نے ایک دو حوالوں سے جو مفہوم لیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے درمیان مالی لحاظ سے جو تفاوت پیدا کیا ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ "لوگ ایک دوسرے کا مذاق اڑائیں"۔ یہ ایک بعید تر اور قرآنی آیات کے سیاق و سباق کے برعکس مفہوم ہے۔ جبکہ قرآن نے آیت **ورفعنا بعضهم بعضاً درجت ليتخذ بعضهم بعضاً سخريا** کو امر واقع اور ایک حقیقت کے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں کے درمیان معاش میں تفاوت کی وجہ اس لیے ہے کہ وہ ایک دوسرے کو مسخر کر کے

© rasailojaraid.com
Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

© rasailojaraid.com

یک دوسرے کے کام آئیں۔یہاں **سخریا** کا لفظ تمسخر کی بجائے ''تسخیر'' کو ظا۔ر کر رہا ہے۔اور ان ا گوں کے کردار کی نفی کی جارہی ہے جو مالی تفاوت اور فراوانی کی وجہ سے دوسروں کی تذلیل کرتے ہیں۔آیت ۲۱ میں 'فلک وانعام' کی تسخیر اور ان پر سواری کرنے کی نعمت پر تسبیح کرنے کا ا کر کیا گیا ہے۔یہاں بھی اس درجہ بندی کو یک دوسرے سے کام لینے کی غرض سے بیان کیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ غریب امیر کا اور امیر غریب کا محتاج ہے، اور ہر یک دوسرے کے کام آتا ہے۔اسی طرح ا گوں کی رہنمائی اور بھلائی کے لیے **رحمة ربک** کی تقسیم اپنے ہاتھ میں کھی ہے، جس طرح **رحمة ربک** انسانوں کے درمیان بڑائی او تمسخر کے خاتمے کا ذریعہ ہے، اسی طرح مالی درجہ بندی بھی تمسخر کا ذریعہ بننے کی بجائے انسانیت کی بھلائی اور بہبود کا ذریعہ ہونا چاہیے۔پوری سورت کے مضامین اسی کے گر گھومتے کھائی دیتے ہیں۔

بحیثیت مجموعی ''تعبیرات'' یک نیا انداز ہے اور دور جدید میں قرآن کی تفہیم وتشریح کو یک اور زاویے سے قاری کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔

© rasailojaraid.com
Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.